وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور روکتے ہیں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

حج کے بعد

نئی زندگی کا آغاز

تحقیق و تالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

جامع مسجد بلال و مدرسہ دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

گلشن حیات پارک شاہدرہ موڑ لاہور

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور روکتے ہیں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

حج کے بعد
نئی زندگی کا آغاز

تحقیق وتالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

جامع مسجد بلال ومدرسہ دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
گلشن حیات پارک شاہدرہ موڑ لاہور

اس کتاب کو چھپوانے کی عام اجازت ہے

نام کتاب: --------------- حج کے بعد نئی زندگی کا آغاز

تحقیق وتالیف: ------------ قاری محمد کرم داد اعوان

تعداد: -------------------- 1000/-

پرنٹرز: ------------------- مقصود گرافکس، اُردو بازار لاہور۔
0321-4252698

کمپوزنگ: --------------- حافظ محمد عمر اعوان

ملنے کا پتہ

جامع مسجد بلال ومدرسہ دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

گلشن حیات پارک نزد شاہدرہ موڑ لاہور۔

فون: 0333-4856902

فہرست

1	ابتدائیہ	4
2	ہر حاجی کو گھر پہنچنے پر کچھ سوالات	7
3	ذرا ٹھہریئے اور سوچیئے میرا شمار کن لوگوں میں ہوتا ہے	9
4	از سرِ نو آغاز	12
5	حجِ مبرور	13
6	حج سے واپسی پر مجھے کن باتوں کو اپنانا چاہیے	15
7	حج کے بعد نئی زندگی کا آغاز	17
8	حج کا تذکرہ ہر ایک سے نہ کرنا چاہیے	23
9	سفر حج کی تکالیف بیان کرنا	24
10	حج کے بعد اعمالِ صالحہ کا مزید اہتمام	26
11	توبہ	26
12	توبہ کیا ہے؟	28
13	شیطان کی ترغیبات سے بچو	30

ابتدائیہ

روحانی پاکیزگی اور اخلاقی بلندی کے حصول کیلئے حج مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔آئندہ زندگی بہتر گذارنے کیلئے تربیت کا موجب ہے۔یہ ہمیں اللہ کی ذات (جو ہمارا مالک وخالق ہے) کے نزدیک تر کردیتا ہے۔

دعا کریں کہ پھر آپ کو اللہ کے گھر آنے کا موقع ملے۔اگلی دفعہ آپ کا ارادہ حجِ بدل کا ہو اور آپ دوہرے ثواب کے مستحق ٹھہریں۔جس کی طرف سے حجِ بدل کریں اس کا فریضہ ادا ہو جائے۔اللہ کے ہاں کیا کمی ہے؟ اس کو ثواب دینے کے ساتھ ساتھ آپ پر بھی اپنی نوازشات کی بارش فرمادے گا۔

آپ نے کسی کا بھلا چاہا، رقم خرچ کی، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں آپ کے یہ بے لوث افعال اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوں گے اور وہ ضرور آپ پر اپنی طرف سے فیضانِ رحمت فرمائے گا۔

حج کی ادائیگی کا مقصد اللہ کی رضا جوئی اور اس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ہمیں اللہ سے مغفرت کی امید رکھنی چاہیئے اور جنت کی امید آئندہ کی زندگی کیلئے اچھی تربیت اور نیکی کے سفر کا آغاز کریں۔

اچھا انسان بننے کیلئے ڈسپلن اور تربیت بہت ضروری ہے۔عمرہ اور حج کیلئے تیاری اور مناسکِ حج کی صحیح طور پر بجا آوری انسان کی زندگی کا رخ موڑ دیتی ہے۔وہ ایک بہترین انسان بن کر ابھرتا ہے۔

ہر حاجی کا ایک ہی لباس (احرام) ایک ہی مقصد اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی

حاصل کرنا ہے۔اس روحانی ہم آہنگی کا منظر میدانِ عرفات میں عصر کی نماز کے وقت قابل دید ہوتا ہے۔جب ہر فرد اللہ تعالیٰ کے آگے نہ صرف اپنے لئے بلکہ امت مسلمہ کیلئے فریاد کناں ہوتا ہے۔

جن حضرات کو حج کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے وہ فریضہ حج کے مقدس اور مقدم آغازِ سفر میں کس قدر جذباتی،عاجزانہ اور مقبولیت دعا کی اُمید لیکر روانہ ہوتے ہیں۔ یہ انکی روح کی بالیدگی کا مظہر ہوتی ہے۔میں آپ حضرات کو اس مقدس سفر کی سعادت حاصل کرنے کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بارگاہِ ربُ العزّت میں خلوصِ دل سے دعا کرتا ہوں کہ آپ اس فریضہِ حج کی ادائیگی اور روضۂ اَطہر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر بامراد اور کامیاب واپس لوٹیں۔

ایک وہ دن تھا کہ آپ ذوق وشوق کے عالم میں لبّیک کہتے ہوئے مکہ معظّمہ پہنچے۔بیت اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔فریضہ حج اَدا کیا،کعبہ کے زیرِسایہ اللہ کی پناہ میں رہے فرشتوں کے ساتھ کعبہ کا طواف کرتے رہے۔اس پر جس قدر اللہ کا شکر اَدا کریں وہ کم ہے جو آیا وہ ایک دن جائے گا۔آج وہ دن بھی آگیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے گھر کو اَلوداعی نظروں اور اَشک بار آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔اور اِن مختصر لمحات میں آپ کا دل مسجد حرمِ بیت اللہ، درِکعبہ،حجرِ اسود،ملتزم،غلافِ کعبہ، حطیم کعبہ،مقامِ ابراہیم،میزابِ رحمت،رکن یمانی اور مطاف کے ہر ذرے سے وابستہ ہے۔ایک خاص جذب اور دلکش زندگی بھر یاد رہنے والی بے تابی وبیقراری اور حسرت کے عالم میں اس پاک اور مقدس ماحول سے آپ رُخصت ہو رہے ہیں۔

میری یہ دعا ہے کہ پھر یہ موقع آپ کو نصیب ہو۔اس لیے نہایت اطمینان اور دل جمعی، عقیدت ومحبت سے طوافِ وداع اس نیت و اِرادہ سے کیجئے کہ آپ بیت اللہ کو ہمیشہ کے لئے اپنے دل میں لے کر جا رہے ہیں اور مرکزِ اسلام سے یہ ایک نئے تعلق کی ابتداء ہے جو ہمیشہ رہے گی۔مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی محبت زیارت حرمین شریفین کا شوق۔

فریضہ حج کی اَدائیگی کا جذبہ، درِکعبہ اور روضہ اَطہر ﷺ پر حاضری کی دیرینہ تمنا،اس عالم جذب وشوق میں سفرِ حج کی دشواریاں اور قانونی پابندیوں پر کسی نہ کسی طرح قابو پا کر خوش قسمتی سے آپ کو یہ مبارک موقع اور یہ نعمت وسعادت حاصل ہوئی ہے اس پر خدا کا شکر اَدا کیجئے۔

حج رسم رواج نہیں اور نہ ہی اس کو شہرت کا ذریعہ سمجھئے۔یہ اللہ تعالیٰ سے ایمانی تعلق کا عملی ثبوت اور اس سے لین دین اور عہد و پیمان کا نازک معاملہ ہے میدانِ عرفات اور دربارِ خداوندی میں اس مناجات سے اگر آپ روحانی سوز وگداز محسوس فرمائیں تو اس خاص وقت میں ناچیز قاری محمد کرم داد اعوان کو نہ بھولیے یہ یقیناً آپ کا احسان ہوگا۔

دُعاؤں کا محتاج

قاری محمد کرم داد اعوان

15/3/2017

ہر حاجی کو گھر پہنچنے پر کچھ سوالات خود سے کرنے چاہئیں

کیا میں نے یہ سفر اپنی ذاتی خوشی کیلئے اختیار کیا تھا یا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیلئے؟ کیا یہ اس لئے کیا تھا کہ میں حاجی کہلاؤں اور لوگ مجھے بہت نیک اور پارسا سمجھیں۔کیا قیامِ بیت اللہ کے دوران میرے صحیح عقائد میں پختگی آئی ہے اور میرا دل شرک اور بدعات سے پاک ہوگیا ہے۔جو کم علمی اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے روز مرّہ کی زندگی میں شامل ہوئے تھے اور کم علم والے لوگوں نے ثواب کی ترغیب دے کر میرے ذہن میں ڈال دیئے تھے کیا میرے ایمان کی سمت درست ہوگئی ہے؟ کیا مجھے یہ سبق یاد ہوگیا ہے کہ تمام کائنات کا صرف ایک ہی مالک ہے۔اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور اپنی حاجات کیلئے اسی سے مناجات کرنی چاہئیے۔وہی ہر ایک کو رزق دیتا ہے اور وہی سب کا پالنہار ہے یا کوئی اور حاجت روائی نہیں کرسکتا۔توحید کیا ہے؟ کیا آپ کو اس کا صحیح ادراک ہوگیا ہے؟ وہاں قیام کے دوران کیا آپ نے اپنے میزبان یعنی اللہ کو پہچان لیا ہے کہ وہ لاکھوں افراد کو دعوت دیتا ہے کہ میرے گھر میں آؤ اور میرے مہمان بنو۔میں تمہاری خواہشات کو پورا کروں گا اور اپنے فضل و کرم سے مزید نوازوں گا۔لاکھوں زبان پر ایک ہی صدا ہے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط

ترجمہ: میں حاضر ہوں۔اے میرے مالک میں حاضر ہوں۔تیرا کوئی شریک نہیں

کے الفاظ نے تو شرک کی نفی کر دی۔ لیکن کیا دل بھی زبان کا ساتھ دے گا کیا میں اس پر سختی سے عمل پیرا ہو سکوں گا؟ کیا میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ بقیہ زندگی کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر گزاروں گا؟ کیا میں نے مشاہدہ کیا؟

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز

اللہ کے گھر میں سب ایک ہیں۔ امیر کو غریب پر، صحت مند کو اپاہج پر، گورے کو کالے پر، بڑے کو چھوٹے پر کوئی فوقیت نہیں۔ یہاں سب برابر ہیں۔ سب ایک ہی راہ کے راہی ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے۔ عرفات میں ایک ہی لباس زیب تن کئے ہوئے ایک ہی طرح سے پہنے ہوئے اور ایک ہی دن حاضر ہیں اور سب کی زبان پر ایک ہی ترانہ ہے۔

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط

میدانِ عرفات جہاں کبھی پیغمبروں، صحابہ کرام کا، اللہ کے ولیوں کا گزر اور بسیرا ہوا، حج کے روز، میں اور لاکھوں مجھ جیسے ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پہنچے اور اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ سجدہ ریز ہوئے۔ اس انبوہِ کثیر کو فرشتوں نے بھی دیکھا ہوگا اور حیرت زدہ ہو کر کہا ہوگا۔ یہ وہی انسان ہے جس کے متعلق ہم نے کہا تھا زمین پر فساد برپا کرے گا۔ یہ تو واپس آ گیا۔ اس نے توجوع کرلیا اور اللہ کی پناہ میں آ گیا۔

میرے محترم حجاجِ کرام یہاں بھی اللہ کے نزدیک تر وہ ہیں، جو نیکی اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ متقی ہیں اللہ کی ذات سے ڈرتے ہیں۔ اور

ایسے بھی جو لااُبالی سے اِدھر اُدھر پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف انہیں دامن گیر نہیں ہوتا۔ یہاں سے نامراد وہ بھی نہیں لوٹیں گے مگر پرہیزگاروں کی بات ہی کچھ اور ہے۔

ذرا ٹھہریئے اور سوچیئے کہ میرا شمار کن لوگوں میں ہوتا ہے؟

طواف کے دوران، صفا اور مروہ میں چلتے ہوئے، مقام ابراہیم علیہ السلام پر دوگانہ نفل پڑھتے ہوئے، زم زم کے کنویں پر جاتے ہوئے کیا مجھے بھی خانہ کعبہ، اللہ کے گھر کی عظمت کا صحیح طور پر ادراک ہوا؟ میدانِ عرفات کی مٹی اور دھول، مزدلفہ میں رات کو آسمان کے نیچے شب بسری، منٰی میں خانہ بدوشی، حج کے دوران اتنے دنوں کا قیام کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کیلئے تھا یا سیر و تفریح کی غرض سے۔ چند تاریخی مقامات کو دیکھنا اور کچھ مذہبی روایات و رسومات کو چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے پورا کرنا۔ میں نے اس سفر سے کیا حاصل کیا؟ یہ روحانی سفر میری آئندہ زندگی پر کیا اثرات مرتب کرے گا؟

ٹھہریئے! میں یاد کرلوں کہ کتنا وقت میں ہوٹل کے کمرے یا خیمے میں پڑا بے سُدھ سوتا رہا؟ کس قدر وقت فضول بات چیت اور بحث و مباحثہ میں صرف کیا یا بازاروں میں بے ضرورت گھومتا رہا اور بعض اوقات نامناسب انتظامات پر برہم ہوا؟ کس جگہ پر جو دنیا میں سب سے متبرک ہے جہاں فرشتے بھی پَر نہیں مار سکتے۔ کیا میں نے سوچا ہے کہ اپنے مالک کے آگے اپنی غلطیوں کا اعتراف

کروں؟ اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاؤں اور اس سے گڑگڑا کر معافی مانگوں۔ اپنی آئندہ کی زندگی میں کمزوریوں پر قابو پانے کیلئے اس سے مدد کی درخواست کروں۔ نفس کی خواہشات پر کیوں کر قابو پاؤں؟ شیطان کے ہتھکنڈوں سے کیونکر بچوں۔

اے اللہ! مجھے اپنے وعدوں پر ثابت قدم رکھ۔ جو میں نے تجھ سے تیرے گھر بیت اللہ پر حاضری کے وقت کئے تھے۔ میں انہیں کبھی نہ بھلا پاؤں گا۔ میں تجھ سے ڈرتا ہوں، برائیوں سے بچتا ہوں اور حتی الوسع نیکیوں سے اپنا دامن بھرتا ہوں۔ اے اللہ! یہ صرف تیری توفیق سے ہی ممکن ہے۔

کیا میں وہاں رٹی رٹائی دعائیں مانگتا رہا جس کا مجھے کوئی علم نہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں، کیا مانگ رہا ہوں یا میں نے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اپنے دل کا حال اپنے مالک کو سنایا تھا اور اس سے ہدایت کا طلبگار رہا؟ میں نے وہاں کیا سبق سیکھا؟ اپنے پاس سے دینا یا دوسروں سے لینا اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے کہیں بہتر ہے۔ کیا میں نے حج کے دوران بھی اپنے سابقہ معمولات کے مطابق شکائیتوں اور محرومیوں کا رونا جاری رکھا۔ مجھے یہ نہیں ملا۔ مجھے وہ نہیں ملا۔ مجھ سے ایسا سلوک ہوا جس کی مجھے توقع نہ تھی۔ آپ اللہ کے مہمان تھے۔ وہاں جو بھی ہوا سب اللہ کی مرضی سے ہوا۔ سب اس کے علم میں ہے۔

ذرا سوچیئے! کیا آپ نے بھی اچھے مہمان کا طرزِ عمل اپنایا؟ آپ نے حج کے اخراجات کیلئے اور بہتر خدمات کیلئے کثیر رقم صَرف کی مگر اس کے بدلے انتہائی

خراب سہولتیں فراہم کی گئیں۔کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے منتظمین حج اور دیگر افراد سے ضرورت سے زیادہ توقعات کی امید رکھی ہو ان حالات میں جبکہ دینا سمٹ کر ایک جگہ اکٹھی ہوگئی ہو جو کچھ امور لیڈرز اور دوسروں کے اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں۔ان کا شکوہ کرنا عبث ہے۔

کیا میں نے حج پر رخصت ہونے سے پہلے ہر طرح کی معمولات توقع اور مشکلات کا مطالعہ کر لیا تھا میں نے ایسی میٹنگز اور تربیت گاہوں میں شمولیت کی تھی جہاں سے مجھے معقول آ گاہی مل سکتی۔اپنی بے جا خفگی پر کیا میں نے متعلقہ افراد سے معذرت طلب کی تھی؟

کیا آپ کے اپنے میزبان (یعنی اللہ ربُّ العزت) نے آپ کی خبر گیری کی؟ کیا آپ کو اس کا احساس ہوا ہے؟ کیا آپ نے اپنے میزبان کی معیت کا پورا لطف اٹھایا؟

از سرِ نو آغاز

ایک مسلمان کیلئے حج کی ادائیگی، اس کی زندگی کا نیا موڑ ہے۔ بری عادتوں کو خدا حافظ کہنا، بھلائیوں میں سبقت لے جانا اور ایمان میں پختگی پیدا ہونا۔ یہ تو آغاز ہے۔ دن بدن ان شاء اللہ اس میں ترقی ہوگی۔ زبان کی درشتگی اور دل کی سختی میں ضرور کمی واقع ہوگی۔ اگر میں ایسا محسوس نہیں کرتا تو کہیں نہ کہیں کوئی کمی ضرور رہ گئی ہے۔ مجھے اب کیا کرنا ہوگا؟ کیا میں ایک بہتر انسان بن کر ابھروں گا؟

کیا مجھ میں نرم دلی در آئی ہے؟ میں نے درگزر کی عادت کو اپنا لیا ہے اگر ایسا نہیں ہوا تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اپنی زیادتیوں پر متعلقہ افراد سے معذرت اور ان کے نقصانات خواہ وہ مالی ہوں، یا نفسیاتی یا جسمانی کی تلافی۔ میرا ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے حج کی مقبولیت کی پہلی نشانی ہوگی۔ مالک دو جہاں نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ میری فریاد کو سنا اور مجھ پر اپنی عنایات اور مہربانیوں کی بارش برسا دی۔ میرے سارے گناہ دھل گئے اور میں ایک اجلا اجلا انسان بن گیا۔ کیا اس کی ذات کی صفات کا، پرتو مجھ میں بھی ودیعت کر گیا کہ میں بھی اس کی مخلوق سے محبت کروں، ان کی غلطیوں پر درگزر کروں۔ اچھے کاموں پر ان کی حوصلہ افزائی کروں۔ میری بندگی اور عبادات میں خشوع وخضوع ہو، اس کی ادائیگی میں تساہل کو دخل نہ ہو۔

میرا قیام، میرا رکوع وسجود، اسی طرح ہو جس کی تعلیم نبی کریم ﷺ نے دی۔ میں برائیوں سے اجتناب کروں اور بھلائیوں کی طرف کوشش کروں، میں

متقی بن جاؤں۔اپنے دامن کو زندگی کی راہ پر لگی خاردار جھاڑیوں سے بچاتا ہوا گزرجاؤں اوراپنے دامن کو تارتار ہونے سے بچالوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، وہ میرے گھر آئیں گے فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔اور اِس سے بڑھ کر میرے لئے فائدہ کیا ہوگا؟ جب کہ مجھے خود اپنی شناخت ہو جائے۔میں اُس ذات کے آگے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اپنا سر جھکانا سیکھ لوں۔اس کے آگے سجدہ ریز ہوکر عزت ورفعت پالوں۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر دیکھ لیا اوراس کے انوارات کا بذات خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا اس سے توقع رکھوں کہ وہ مجھے ابدی گھر اپنی جنت نہ صرف دیکھائے بلکہ اس کے مکینوں میں سے کردے اور میں جو اس کے گھر کو دیکھ کر مسحور ہو گیا تھا۔جب اس کی ذات کو ان گنہگار نگاہوں سے دیکھوں تو اُن سے تار بندھ جائے،موتیوں کی لڑی بہہ نکلے۔یہ آنسو خوشی کے ہوں گے۔

حجِ مبرور

جب ایک شخص حج مکمل دل کی لگن،عاجزی اور انکساری سے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اوراس کی خوشنودی کیلئے کرتا ہے اوراس کے مناسک کی ادائیگی میں کمی، سستی اور کوتاہی نہیں کرتا،تو اس کا یہ حج،حجِ مبرور ہوگا۔

ایک دفعہ میں پھر خود کو تنقید کے آئینے میں دیکھ لوں۔میرا چہرہ صاف ہے یا اس پر دھند چھائی ہوئی ہے۔مجھ میں کہا تک تقوٰی پیدا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنے۔اس سے ڈر کر برائی سے بچنے اوراس کی رضا کیلئے بھلائی کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے؟ کیا میری نماز میں خشوع وخضوع اور میرے اعمالِ صالح

میں نمایاں بہتری ہوئی ہے؟

حج پر جانے سے قبل میرا رویّہ جو دوسرے لوگوں کے ساتھ تھا اس کا گراف کس قدر اوپر گیا ہے۔ ان کی محبت اور عزت کا میرے دل میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ انہیں مخاطب کرتے وقت میرے لہجہ میں کس قدر نرمی آئی ہے۔

کیا میں نے عجز وانکساری کو اپنا لیا ہے؟

کیا میرے نظم وضبط میں پختگی پیدا ہوئی ہے۔؟

کیا مجھے تسکینِ قلب نصیب ہوگیا ہے؟ جو میرے پاس علم یا دولت کا اثاثہ ہے کیا میں اس سے مطمئن ہوں؟

حج کے دوران کیا مجھے ان لوگوں کا ساتھ ملا جن سے میں نے بھلائی کی باتیں سیکھیں۔

کیا میرے دینی علم میں اضافہ ہوا اور مجھے اب بھی ان میں سے بیشتر کی صحبت کا شرف حاصل ہوتا رہے گا؟ اچھے لوگوں کی دوستی آخرت کا ثمر ہے۔

کیا اب قرآن، اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے وقت مجھ پر رِقت طاری ہوتی ہے جو میں پڑھتا ہوں کیا سمجھ کر پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کاربند رہنے کا میرا پختہ عزم ہوا ہے۔؟

اگر آئینہ میں میرا چہرا نکھر کر سامنے آتا ہے تو خوب اور مجھے یقینِ کامل ہونا چاہیے کہ میری محنت ضائع نہیں گئی اور میرا یہ حج اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگیا۔ لیکن اگر چہرے کے سامنے دھند چھائی ہوئی ہے تو یہ واقعی فکر کا مقام ہے اور مجھے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہیں میں ناکام ونامراد تو اللہ کے ہاں سے واپس نہیں لوٹا۔

حج سے واپسی پر مجھے کن باتوں کو اپنانا چاہئیے؟

فضول دنیاوی گفتگو اور کام جو میری آخرت کیلئے سود مند نہیں ہے۔ان سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ یہ میرے اچھے کاموں کے راستے میں حائل ہوں گے اگر مجھ میں کوئی بُری عادت ہے یا ایمان کی کمزوری ہے تو اس کو بتدریج ختم کرنے کی کوشش کروں۔اچھے اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کروں۔ایسے حلقوں میں شمولیت کروں جہاں ایک دوسرے سے علمی اور دینی باتوں کا تبادلہ خیالات ہوتا ہے۔

نماز کو پابندی سے مسجد میں جماعت کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے ادا کروں، اکثر اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح وتہلیل کروں، نبی اکرم تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درودِ پاک پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کروں۔قرآن پاک کی تلاوت باقاعدگی سے کروں اور اللہ تعالیٰ کے فرمودات پر عمل کروں۔

ہر ایک کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آؤں اور لین دین میں ایمان داری اپناؤں۔اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص نیت سے کروں اور اُسکی مخلوقات کے حقوق دیانتداری سے ادا کروں۔حلال وحرام میں تمیز کروں۔صرف حلال کو استعمال میں لاؤں۔شبہ کی صورت میں جس کا صحیح ہونے کا زیادہ احتمال ہوا، اس پر عمل کروں۔خود بھلائی کروں، اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دوں۔بُرائی سے بچوں اور اچھائی میں دوسروں کے ساتھ تعاون کروں۔دوسروں سے نیکی کی

باتیں سیکھوں اور جو میرے علم میں ہوں، دوسروں کو سکھاؤں ۔خواہ مخواہ دوسروے لوگوں پر تنقید کرنے سے باز رہوں ۔اللہ تعالیٰ کے راستے پر خرچ کروں ۔وہ دولت جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے ۔اسے خرچ کرنے میں ہچکچاہٹ سے کام نہ لوں؟ اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ حقوق العباد کو احسن طریقے سے ادا کروں ۔کامیاب حج کی ادائیگی اور دوسری نیکیوں پر نہ اِتراؤں ۔

''سورۃ انفال کی آیات 1 تا 4 کو غور سے پڑھوں، سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان پرغور وفکر کروں اوران پر عمل پیرا ہوں ۔''

رات کو سونے کیلئے بستر پر جانے اور بتی گُل کرنے سے پہلے اپنی دن بھر کی مصروفیات کا جائزہ لوں ۔اگر کچھ غلطیاں مجھ سے سرزَد ہوئیں ہیں تو شرمندگی محسوس کروں ۔اللہ تعالیٰ سے معافی چاہوں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا دل سے پکا عہد کروں ۔حتی المقدور بھر اللہ تعالیٰ سے ڈروں ۔اگر ہماری اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضری نے گھر واپسی پر ہماری آخرت کو نہیں سنوارا،اور ہمارے طور اطوار،قول وفعل میں بھلائی کی طرف ترقی نہیں ہوئی تو یہ سمجھ لیں کہ ایک بیمار ہسپتال میں دو تین ہفتے رہا،لیکن کڑوی دوائی لینے سے انکار کرتا رہا اور اپنا علاج معالجہ نہیں کروایا اوراس خام خیالی میں کہ صرف ہسپتال میں قیام کرنے سے وہ تندرست ہوگیا ہے اور گھر واپس آگیا ہے تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے ۔حج کی ادائیگی کیلئے ہزاروں میل کا سفر طے کیا، راستے کی صعوبتیں برداشت کیں، ایک کثیر رقم صرف کی اور خالی ہاتھ ناکام ونامراد واپس ہوا۔

حج کے بعد نئی زندگی کا آغاز

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے خدا کے لئے حج کیا اور (اس کے دوران) نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کسی گناہ کا مرتکب ہوا تو وہ اس طرح (گناہوں سے پاک صاف ہو کر) لوٹے گا جیسے وہ اس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے جنم دیا تھا۔اس حدیث پر غور کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ جہاں ایک عام انسان کو خدا تعالیٰ صرف ایک زندگی دیتا ہے جو اس کی ولادت سے شروع ہو کر اُس کی وفات پر ختم ہوتی ہے۔وہاں حاجی کو گویا دو زندگیاں عطا فرماتا ہے۔ایک وہ جو اس کی ولادت سے شروع ہو کر اس کے حج کرنے تک چلتی ہے اور دوسری وہ جو اس کے حج کر لینے سے شروع ہو کر اس کی وفات پر ختم ہوتی ہے اور جس طرح اس کی پہلی زندگی بھی معصومیت سے شروع ہوئی تھی اُسی طرح اس کی دوسری زندگی بھی معصومیت ہی سے شروع ہوتی ہے، کیونکہ حج کرنے کے باعث اس کی پہلی زندگی کے گناہ اس کے نامہ اعمال سے محو کر دیئے گئے ہوتے ہیں۔پھر ایک معاملے میں تو اس کی دوسری زندگی پہلی زندگی سے بھی فائق ہوتی ہے۔وہ اس طرح کہ پہلی زندگی کا بہت سا حصہ بچپن اور لڑکپن کی شکل میں بے شعوری میں کٹ گیا تھا، مگر دوسری زندگی تو شروع ہی شعور کے ساتھ ہوتی ہے 8 ذوالحجہ کو جب آپ نے احرام باندھا تو گویا پہلی زندگی کو ختم کر کے کفن میں ملبوس ہو گئے اور 10 ذوالحجہ کو قربانی کر کے جب بال اُتروائے تو گویا دوسری زندگی کا آغاز کر دیا اب وہ پہلی زندگی تو اپنے تمام گناہوں اور خطاؤں سمیت ختم ہو گئی لیکن۔

۔۔واپسی کا سفر شروع کرتے ہی اپنا دل ٹٹول کر دیکھیے اور پھر بار بار اس کو دیکھتے رہیے کہ اب وہ کس حالت میں ہے۔کیا آپ کے دل میں اس کا احساس پیدا ہوگیا ہے کہ اب خدا نے آپ کو نئی اور گناہوں سے پاک زندگی عطا کی ہے؟ یا کہ آپ پُرانی اور نئی دونوں زندگیوں کے بارے میں بے حس ہیں؟ کیا آپ کے دل میں تڑپ موجود ہے کہ اب جو گناہوں سے پاک زندگی آپ کو ملی ہے اُسے گناہوں سے بچائے رکھوں؟ یا کہ جن دنیاوی دھندوں کی طرف آپ واپس لوٹ رہے ہیں، انہوں نے ابھی سے آپ کے ذہن کو اپنے آپ میں مصروف کرلیا ہے؟ کیا آپ کا دل مسرور اور شکر گزار ہے کہ زندگی کا ایک بہت بڑا فرض اَدا ہوگیا؟ یا کہ اس سفر کے دوران آپ کے خیال کے مطابق جن لوگوں نے آپ سے بے مروتی برتی تھی ان کے خلاف آپ کا دل شکووں اور شکایتوں سے بھرا ہوا ہے؟ کیا آپ کے دل میں وہ نرمی موجود ہے جو حج کے دوران پیدا ہوئی تھی؟ یا کہ اب اس نے سختی میں بدلنا شروع کردیا ہے؟ کیا آپ کو اُن مقامات کو چھوڑ آنے کا دکھ ہے جنہیں آپ شاید ہمیشہ کے لئے چھوڑ آئے ہیں؟ کیا آپ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں کہ جو غیر ملکی اشیاء آپ نے وہاں خریدی تھیں وہ وطن پہنچنے پر کسی طرح محصول سے بچ جائیں؟ ان سوالوں کا دیانتدارانہ جواب طے کردے گا کہ آپ کے حج نے آپ کو صرف نئی زندگی ہی عطا کی ہے یا ساتھ اس قابل بھی بنایا ہے کہ اس نئی زندگی کو اپنی پرانی زندگی کی نسبت زیادہ عقلمندانہ اور زیادہ دیانتدارانہ طریقے سے گزاریں۔

ایک سیدھی سادھی سی عورت اپنی سیدھی سادھی زبان میں حج پر گفتگو کررہی تھی۔ موضوع زیرِ بحث تھا، حج کرلینے سے پہلے گناہ ختم ہوجاتے ہیں۔وہ کہنے لگی، عمر بھر

ہم لوگ گناہوں کی گٹھڑیاں باندھ باندھ کر رکھتے رہتے ہیں، اس خیال سے کہ حج پر جائیں گے تو یہ سب گٹھڑیاں ں وہاں پھینک آئیں گے، اگر تو خدا کی طرف سے وہاں پہنچنے کا موقع مل گیا تو پھر تو گٹھڑیاں وہاں پھینک ہی دی جاتی ہیں۔لیکن اگر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی خدا کا بلاوا آجائے تو پھر فرشتے انہی گٹھڑیاں کو اُٹھا کر ہماری قبروں میں رکھ دیتے ہیں کہ جاؤ اپنا کیا دھرا ساتھ لے جاؤ۔اُس بی بی نے بالکل درست بات کی کہ اگر حج کی توفیق ہو جائے تو پہلے کی باندھی ہوئی گناہوں کی گٹھڑیاں سے تو واقعی پیچھا چھوٹ جاتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اگر اس کے بعد احتیاط سے کام نہ لیا تو مزید گھٹڑیوں کو باندھنے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگتی۔ایسے ہمت والے بھی موجود ہیں جو واپسی کے سفر ہی میں پھر گھٹڑیاں باندھنا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ حج کی سعادت صرف خُدا کی رحمت پر مُنحصر ہوتی ہے۔بسا اوقات بڑے بڑے دولت والے اس سعادت سے محروم ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں اور بعض غریب لوگ اس خوش بختی کو حاصل کر لیتے ہیں، اب جس خوش قسمت کو یہ نعمت حاصل ہو جائے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے رحیم و کریم خالق کا شکر گزار ہو۔شکر کے بارے میں قرآن و حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی روشنی میں شکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔قلبی شکر، قولی شکر، اور عملی شکر۔قلبی شکر یہ ہے کہ دل میں اچھی طرح اس بات کا احساس ہو کہ خُدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں یہ نعمت عطا کی ہے۔قولی شکر یہ ہے کہ زبان سے شکر اِظہار کیا جائے اور عملی شکر یہ ہے کہ جو نعمت عطا ہوئی ہے اس کے تقاضے پورے کئے جائیں۔لہذا حج کی توفیق ملنے

پر شکر کرنے کا مفہوم بھی یہی ہوگا کہ دل سے اس بات کا احساس ہو کہ ہمیں حج کی توفیق عطا کر کے خُدا تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور زبان سے اس کی اس نعمت کا اعتراف اور اپنی شکر گزاری کا اظہار کیا جائے اور عملی طور پر اس نعمت کا تقاضا پُورا کرنے کی طرف توجہ رہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ گناہوں سے پاک جو نئی زندگی ملی ہے، اسے گناہوں سے بچانے کی پُوری پُوری کوشش کرتے رہیں۔ حج کے بعد اپنی روزمرہ زندگی میں وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ کرتے رہنا ضروری ہے ذرا غور تو کریں کہ حج نے ہماری زندگی میں کہاں سے کہاں تک تبدیلی پیدا کی ہے۔

1۔ کیا اب ہم شرائط نماز کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے نماز پنجگانہ کے پابند ہیں؟

2۔ کیا اب ہم رمضان کے روزے پوری پابندی سے رکھتے ہیں؟

3۔ کیا اب ہم اپنے مالوں کی زکوٰۃ کے بارے میں: وہمی، ہونے کی حد تک فکر مند رہتے ہیں؟

4۔ کیا اب ہمارے دل کو جو خانہء ویراں ہوا کرتا تھا، خُدا اور خُدا کے رسول ﷺ کی محبت نے آباد کر رکھا ہے؟

5۔ کیا اب ہمیں اس دنیاوی زندگی کی اہمیت اور اِختصار دونوں کا اتنا پتہ چل گیا ہے کہ ہم ان ءلا یعنی کام اور لا یعنی کلام چھوڑ دیئے ہیں؟

6۔ ہم نے ذاتوں، برادریوں، قبیلوں، علاقوں اور زبانوں کے تعصبات سے آزاد ہو کر خالص اسلام کی بنیاد پر لوگوں سے محبت کرنی شروع کر دی ہے؟

7۔ کیا ہماری، میں، میں کوئی کمزوری واقع ہوئی ہے؟ کیا ہم اُس پست سطح سے

کچھ اُوپر اُٹھے ہیں جہاں اپنی جھوٹی آن کا احساس ہمیں ذرا ذرا سی بات پر مشتعل کر دیا کرتا تھا اور لوگوں سے اپنی بڑائی منوانے کی خاطر ہم بڑی ہی چھوٹی حرکات کرنے پر تلُے رہتے ہیں؟

8۔ کیا ہم میں اتنا حوصلہ، اتنا حلم، اتنا جذبہ عفو پیدا ہو گیا ہے کہ انسانوں کی زیادتیوں کو نظر انداز کر کے اُن سے تعلقات قائم رکھنے ہی کو اپنی کامیابی سمجھیں؟

9۔ کیا ہم نے حقوق، حقوق چلاتے رہنے کی بجائے فرائض اَدا کرنے کی طرف توجہ دینی شروع کر دی ہے؟

10۔ کیا ہمیں یہ فکر رہتی ہے کہ جو آمدنی گھر میں آ رہی ہے وہ پوری پوری حلال روزی ہو؟

11۔ کیا قینچی کی طرح چلتی رہنے والی زبان جو ہر وقت کچھ نہ کچھ کُترتی رہتی تھی کچھ قابو میں آئی ہے؟

12۔ کیا ہماری سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے کہ خود پسندی کے مقابلے میں انسان دوستی بہت اَرفع چیز ہے اور جھگڑے مٹانے کے لئے جھک جانا شکست کھانا نہیں بلکہ فتح حاصل کرنا ہے؟

13۔ کیا ہمارے دل سے عہدہ و جاہ اور شہرت و دولت کی حرص کم ہوئی ہے؟ ہمیں پتہ چلا ہے کہ چھوٹا اور گمنام رہنے میں عافیت بھی ہے اور آخرت میں نجات بھی

14۔ کیا ہمارے فخر و غرور میں کوئی کمی آئی ہے؟ ہم نے اپنی اصلیت پہچانی ہے کیا

انکساری میں وہ انکسار پیدا ہوا ہے جو خُدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے؟

15۔کیا ہمارے دلوں میں اپنے متعلقین کی زیادتیوں کے شکوے کم ہوئے ہیں ؟ کیا ہم نے ان کی زیادتیوں کے ساتھ اپنی زیادتیاں بھی دیکھنی شروع کی ہیں؟

مالک کا کروڑ ہا بار شکر جس نے پہلی خطائیں بھی مٹائیں اور آگے سے بھی توفیق نیک عطا فرمائی، اور اگر ہم ویسے ہی ہیں جیسے حج کرنے سے پہلے تھے، تو پھر اَے دل تجھ پر افسوس ہے۔جس خانہ کعبہ کی طرف لوگ دور دور سے منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں تُو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہے مگر پھر بھی تجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔وہ جو تُو نے شیطان کو 70 کنکریاں ماری تھی اور بار بار اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب اس کی بات نہیں مانوں گا، وہ تیرے عہد کا کیا ہوا؟ کیا تُو نے اللہ کے پاک گھر کے گرد والہانہ چکر نہیں لگائے تھے، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر درود وسلام نہیں پڑھا تھا، عرفات کے میدان میں آہ وزاری نہیں کی تھی، مکہ مکرمہ سے منیٰ، منیٰ سے عرفات، عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے پھر منیٰ، میں حاضر ہوں یا اللہ میں حاضر ہوں نہیں پکارتا پھرتا تھا؟ کیا تیرا رءوف ورحیم خالق ومالک نے تجھے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک نماز کے بدلے پچاس پچاس ہزار نماز اور مسجدِ الحرام میں ایک ایک نماز کے بدلے لاکھ لاکھ نماز کا ثواب عطا نہیں کیا تھا؟ ایسے پکے عہد کرنے کے بعد، ایسے متبرک مقامات کی زیارت سے سرفراز ہو چکنے کے بعد اور ایسے ایسے انعامات پا لینے کے بعد آخر تُو ویسے کا

ویسا کیسے رہ گیا جیسا پہلے تھا؟ کیا تُو صرف اس لئے گیا تھا کہ گزشتہ گناہوں کو معاف کروالے؟ آئندہ کے لئے گناہوں کے آگے بند باندھنے کی توفیق اور طاقت حاصل کرنا تیرا مقصود نہ تھا؟ یاد رکھ کہ ایک عام متوسط درجے کی حیثیت کا مالک مسلمان زندگی میں صرف ایک دفعہ حج کرتا ہے۔ اس بات کا بہت کم اِمکان ہوتا ہے کہ یہ سعادت اسے دوبارہ نصیب ہو۔ اس لئے اب دوبارہ گٹھڑیاں نہ باندھ، اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ اب کے یہ گٹھڑیاں تیرے ساتھ ہی تیری قبر میں رکھ دی جائیں گی۔ حج کے بعد قابل اہتمام چیزیں جن میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں

حج میں افتخار و اشتہار نہ کرنا چاہیے۔ سفر حج کرنے سے پہلے نیت خالص کرلو نمود و نمائش یا حاجی کہلانے کے لئے اگر حج کیا جائے تو ثواب نہ ہوگا اکثر لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے حج کے تذکرے شروع کر دیتے ہیں اور واقعات مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر اِن کا حاجی ہونا ظاہر ہو جائے۔ کبھی اپنا سفرِ خرچ بیان کرتے ہیں، کبھی صدقہ وخیرات کو جتاتے ہیں حالانکہ یہ سب چیزیں ثواب کو کھونے والی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کفار کی مذمت میں فرماتے ہیں۔ یَقُوْلُ اَھْلَکْتُ مَالاً لُّبَدًا۔ کافر خرچ کرکے گاتا پھرتا ہے کہ میں نے مال کے ڈھیر خرچ کر دیئے اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرے یا کوئی خاص مصلحت ہو تو بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن بے فائدہ یا فخر و ریاء کے لئے بیان کرنا بہت بُرا ہے۔

حج کا تذکرہ ہر ایک سے نہ کرنا چاہیے

حج کا تذکرہ ہر ایک سے نہ کرنا چاہیے کیونکہ تذکرہ میں اندیشہ ہے فخر و ریا ہونے کا اور فخر و ریا کی نیت سے تذکرہ کرنا تو بہت برا ہے لیکن بعض محققین صوفیا تو بعض اوقات ایسے تذکرے کرنے سے بھی منع فرماتے ہیں جو بظاہر اطاعت معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً وہاں کے محاسن اور فضائل بیان کرنا جس سے وہاں جانے کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جن پر حج فرض ہے ان کے سامنے تو ترغیبی مضامین بیان کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ دوسرے وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں ہے لیکن ان میں حج کی طاقت اور گنجائش ہے اور ان کو حج پر جانا بھی منع نہیں ہے ان کے سامنے بھی بیان کرنا جائز ہے۔ تیسرے وہ لوگ جن کو مالی استطاعت نہیں اور مشقت پر صبر و تحمل کی بھی قدرت نہیں ایسے لوگوں کے سامنے ایسے واقعات اور مضامین بیان کرنا کہ جن سے ان میں حج کا شوق پیدا ہو جائز نہیں کیونکہ ان کو اس سے حج کا شوق پیدا ہوگا اور ان کے پاس سامان ہے نہیں ظاہری نہ باطنی تو خواہ مخواہ پریشانی میں مبتلا ہوں گے جس سے ناجائز اُمور میں مبتلا ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

سفرِ حج کی تکالیف بیان کرنا

بعض لوگ سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیے گو واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں۔ اس قسم کے واقعات بیان کرنے سے بہت سے لوگ حج کرنے سے رک جاتے ہیں اس کا گناہ بھی انہی لوگوں پر ہوتا ہے

جنہوں نے ان کو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے اور پھر بہت سے لوگ تو واقعات میں حد سے زیادہ مبالغہ آرائی کرتے ہیں جو سخت گناہ ہے۔

یہ سفرِ حج ایک طویل سفر ہے علماء اور فقہاء نے لکھا ہے کہ حج کے دوران جو تکالیف آئیں اُن کو اپنے ملک میں واپس آ کر بیان نہ کرو۔ اس سے لوگ متنفر ہوں گے اور حج جیسی عظیم عبادت سے محروم رہ جائیں گے۔

یہ سفرِ حج ایک طویل سفر ہے جس میں ریل، بحری جہاز، ہوائی جہاز بسوں، کُوچز، وغیرہ میں سوار ہونا پڑتا ہے پھر وہ دوسرا ملک ہوتا ہے، اکثر لوگ زبان سے ناواقف ہوتے ہیں ایسی صورت میں تکالیف کا پیش آنا متوقع ہے، مگر باوجود ان سب باتوں کے خُدا کا فضل ہے کہ حجاج کو بہت کم تکلیف آتی ہے، ایسی تکالیف تو بہت ہی کم وبیش آتی ہیں کہ جن سے ہلاکت کا اندیشہ ہو اپنی بے احتیاطی سے کوئی صورت پیش آجائے یہ ایک دوسرا معاملہ ہے۔

اپنے ملک میں جب ہم سفر کرتے ہیں تب بھی سفر میں تکلیف پیش آجاتی ہے تو وہاں کی تکالیف اتنے طویل ترین سفر میں حج جیسی نعمت عظمیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ پھر ان تکالیف کا ثواب بھی ملتا ہے اس لئے وہاں کے واقعات ایسے طور سے بیان نہ کرو کہ دوسرے لوگوں کی ہمت ٹوٹ جائے۔ اور حج کا ارادہ ہی نہ کریں وہاں کی تکالیف بیان کر کے لوگوں کو روکنا اور ڈرانا۔ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (روکتے ہیں اللہ کا راستہ اور مسجد حرام سے) میں داخل ہے۔ ہاں اگر کوئی عقل مند ہوشیار شخص ایسے طریقہ سے تکالیف کا تذکرہ کرے جس سے دوسروں پر بُرا اثر نہ پڑے اور ان تکلیفوں کا انتظام ہو جائے اور

لوگ ان کے ازالہ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو مضائقہ نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کو ضرور وہاں کے صحیح حالات سنائے جائیں جو ان کی تدابیر کر سکتے ہوں تاکہ وہ لوگ اس کی تدابیر کریں اور حاجیوں کو آرام ملے۔

حج کے بعد اعمالِ صالحہ کا مزید اہتمام

حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمالِ صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہو جائے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے اور پہلی حالت سے بہتر ہو جائے اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال و اخلاق کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور اطاعت و عبادت میں خوب سعی کرنی چاہیے۔ معصیت اور اخلاق رزیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہیے۔

صغیرہ کبیرہ گناہوں سے نہ صرف یہ کہ خود اجتناب کرنا ہے بلکہ لوگوں کو بُرے کاموں سے روکے اور نیکی کی ترغیب دے اور اپنی اولاد کو نیک صالح مسلمان بنا کر اپنی عاقبت سنوارنے کی سعی کرتا رہے۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج کے مقبول ہونے کی علامت کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج و عمرہ کرنے کے بعد حاجی کے جسم پر اَعمالِ حج وارِد ہو جائیں تو یہ کہہ دو کہ اس کا حج قبول ہو گیا۔

توبہ

انسان اکثر بھول جاتا ہے کہ اسے کیوں پیدا کیا گیا۔ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی فرماں برداری اور عبادت کے لیے

پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ○

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اللہ کی طرف سے انسان کے لیے یہ کس قدر نمایاں عزت افزائی تھی کہ انسان کا مقام فرشتوں سے بھی بلند کر دیا۔ انسان کو بھلے بُرے میں تمیز کرنا سکھایا۔ اللہ نے انسان کی جبلت میں یہ اَمر ودیعت کر دیا کہ کیا اچھا ہے اور کیا بُرا ہے۔ ٹیڑھا راستہ اختیار کرنے پر اپنے پیغمبر اور رسول بھیجے کہ پھر اِنہیں سیدھے راستے کی طرف گامزن کر دیں اور اِنہیں قعرِ ظُلمات میں گرنے سے بچائیں۔

ایک مؤمن اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اِحساس اِسے اپنے خالق کی طرف رجوع کرنے کے لیے اُکساتا ہے کہ اُس کے آگے شرمسار ہو اور ہاتھ پھیلا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ سب سے پہلی توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی وہ اپنی لغزش پر نادم تھے۔ اُن کے پاس الفاظ نہیں تھے جنہیں اَدا کر کے اپنی لغزش کا اِظہار کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے وہ الفاظ اِنہیں اَلقاء کیے جنہیں اَدا کرنے سے وہ مژدہ کے حقدار ٹھہرے۔

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ
اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○

ایسا عمل کرنا جو مالکِ دو جہاں کی ناراضگی کا سبب ہو ہمارے ایمان میں کمزوری کی نشان دہی کرتا ہے۔ انسان کے لئے بریت کا صرف ایک ہی راستہ

ہے۔اپنی غلطی کا احساس کرے۔اس پر نادم ہو۔معافی کا خواستگار ہو اور آئندہ کے لیے اپنے اعمال کو بہتر بنائے یہ آخرت سے بہت نزدیک ہے اور ہمیں اللہ کے ہاں جواب دہ ہونا ہے۔لیکن انسان دنیا کی زندگی میں اس قدر مگن ہے کہ وہ آخرت کو بھول جاتا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ○

(انبیا:1)

ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہے ہمیں نہیں علم کہ اس زندگی کا رشتہ کب منقطع ہو جائے گا۔موت کے وقت ہمارے اَچھے اور بُرے اَعمال کی کتاب بند کر دی جائے گی یہ روزِ قیامت کو دوبارہ سامنے آئے گی۔امتحان کے کمرہ میں آپ نے ممتحن کو یہ کہتے ہوئے ضرور سنا ہوگا،وقت ختم ہو گیا ہے لکھنا بند کر دو۔

توبہ کیا ہے

اس کے معنی ہیں واپس ہونا ہم اپنی نادانیوں،خطاؤں،غلطیوں اور گناہ سے توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی کمال رحمت سے معاف کر دیتا ہے بلکہ ہماری گریہ وزاری اور عاجزی کو دیکھتے ہوئے صرف گناہ ہی نہیں بخشتا بلکہ اپنی نعمتوں سے بھی نوازتا ہے۔یہ توبہ کے لیے ضروری ہے۔

1۔ کہ جانے اور اِقرار کرے کہ اس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے۔

2۔ اِستغفار کرے اللہ سے معافی چاہے اور دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے۔

3۔ بُرے کام سے باز آجائے اور اللہ سے وعدہ کرے کہ آئندہ ان گناہوں کو نہیں دہراؤں گا۔
4۔ جس کام میں کوتاہی ہوئی اُس کا مداوا کرے اور کسی کو اگر نقصان پہنچا ہو تو اُس کی تلافی کرے۔
5۔ اچھے اَعمال کا آغاز کرے،
6۔ اللہ سے دُعا کرے کہ وہ اس کی توبہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔
7۔ اللہ کی رحمتوں کا اُمیدوار رہے۔مایوس نہ ہونا، جو اللہ کی ذات سے مایوس ہوگیا اُسکو چاہیے کہ ایک رسی آسمان کی طرف لٹکائے اور دیکھے کہ اُسکی یہ تدبیر اُس کا غصہ کھوتی ہے یا نہیں، اللہ سے مایوسی کفر ہے اُس نے رحمت اپنے اُوپر لازم کی ہوئی ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

جو لوگ سچی توبہ کرتے ہیں اور اصلاحِ اَحوال کرتے ہیں اللہ انہیں یقین دلاتا ہے کہ وہ وہ اپنی رحمت کی نگاہ اُن پر ڈالے گا اور کمارحمت سے معاف کردے گا۔

لَا تَقْنَطُوا مِنَ الرَّحْمَتِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمِ ○ (الزمر:53)

ہمیں ہرگز اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، وہ رحیم ہے، وہ کریم ہے، وہ معاف کرنے والا ہے، لیکن یاد رہے کہ شرک کی معافی نہیں ہے، اسلام میں بدعت، نئی نئی راہیں نکالنے کی اجازت نہیں، ریاکاری کی اجازت

نہیں، ریا شرک کی چھوٹی بہن ہے، یہ آپ کے نیک اعمال پر پانی پھیر دیتی ہے جس قدر ہو سکے اس سے بچا جائے، ایک گناہ کے بعد ہم سے پھر گناہ ہو جائے تو اس کی پھر اللہ سے معافی مانگے۔

1۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواست گار ہوں تو توبہ کریں اللہ توبہ قبول کرلے گا اور اپنی رحمت سے نعمتوں کی فراوانی کردے گا۔

2۔ توبہ کی خواہش رکھنا اور اس پر کاربند ہونا نعمت ہے۔ ہمیں اس کا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ آپ کے لیے یہ بہتر ہے اگر آپ اللہ سے توبہ چاہیں اور مغفرت طلب کریں اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو اللہ کی سزا سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکتا

3۔ اللہ کے آگے سب توبہ واستغفار کریں اور جو اُفتاد پوری قوم پر وارد ہوئی ہو اُس سے بچنے کی دعا کریں۔ وَتُوْبُوْا اِلَى اللهِ جَمِيْعًا۔ جاہل اور اَن پڑھ بھی اس خام خیالی میں نہ رہیں کہ اِن کی لاعلمی بہانہ بن جائے گی اور اِن کی بخشش ہو جائے گی۔ لاعلمی کا بہانہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

جو حضرات اپنی غلطیوں اور گناہوں پر نادم نہیں ہوتے اور توبہ نہیں کرتے وہ ظالم اور گناہ گار ہیں۔ (الحجرات:11)

شیطان کی ترغیبات سے بچو

شیطان نے قسم کھائی ہے کہ انسان کو سبز باغ دکھائے گا۔ دنیا کے کاموں میں اُلجھا کر اس سے بے سمجھی اور جہالت کا کام کروائے گا۔ جس کے نتیجے

میں انسان بھی شیطان کے ہمراہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔شیطان بُرے کاموں پر اَچھائی کا ملمع چڑھا کر انہیں اپنانے کی ترغیب دیتا ہے اور سیدھے راستے کی پیروی سے روکتا ہے۔انسان میں عقل ہے۔سُوجھ بُوجھ ہے پھر بھی وہ شجرِ ممنوعا کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور اُس کے کڑوے پھل کو میٹھا سمجھ کر کھا جاتا ہے۔
(عنکبوت38)

متقی لوگ اللہ کے سایہ تلے پناہ لیتے ہیں اور جونہی کوئی شیطانی وسوسہ یا برائی کا خیال اُن کے دل میں آتا ہے تو وہ فوراً اللہ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔

آیئے! دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرما، ہمارے دلوں سے کجی کو دور کر دے اور ان کو بھلائیوں کی طرف مائل کر دے۔

ہماری حاضری کو قبول فرما لے اور ہم سے حج کے مناسک کی ادائیگی کے دوران جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں ہوں ان سے درگزر کرے۔ہمارا یہاں حرمین شریفین میں آنا، یہاں رہنا اور تجھے یاد کرنا یہ سب تیری توفیق سے ہی ممکن ہوا۔ہماری حاضری کو شرف قبولیت بخش۔بیشک تو ہی سب سے بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔آمین

يَا اَللّٰهُ۔يَا رَحْمٰنُ۔يَا رَحِيْمُ۔يَا حَيُّ۔ يَا قَيُّوْمُ○

يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ